17۔ حاجی اورنگ زیب خان

ولادت ۳۲۹۱ء

مشتاق احمد یوسفی

www.ilmkidunya.com

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
آفتابہ	لوٹا	خورسند	خوش، شادمان
اتمام حجت	آخری دلیل، شر یا بحث ختم کرنے کی آخری کوشش	دشنام	گالی
استغفراق	غرق ہونا، ڈوب جانا	ڈھاٹا	وہ کپڑا جو منہ پر باندحا جاتا ہے
اشتہا	بھوک	سیروسس	جگر کی بیماری جس میں جگر سکڑتا ہے اور کام کرنا چھوڑ دیتا ہے

www.ilmkidunya.com

بارٹر	(اقتصادیات کی اصطلاح) مال کے بدلے مال	سیزن کرنا	لکڑی کو سکھانے اور اُس کی نمی ختم کرنے کے عمل کو کہتے ہیں
بامتثال امر	حکم مانا	صیب	صاحب
بوجھوں مارنا	بہت زیادہ بوجھ اُٹھانے والا	عجلت	جلدی
پنڈ چڑانا	جان چھڑانا	کٹھل	کُند
ترنت	فوراً	گھٹل	گانٹھ والا سخت جما ہوا
تنازع	جھگڑا ، مسلہ	معروضہ	عرضی، گزارش
جوتم پیزار	مار دھاڑ	منتہی	تعلیم مکمل کرنے والا
جھمیلا	مصیبت	نوسرباز	دھوکے باز

www.ilmkidunya.com

مشق

سوال نمبر ا۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیں۔

(الف) خان صاحب کس مقصد کے لیے کراچی آے تھے؟

جواب: بشارت کے تخمینے کے متابق لکڑی کی مالیت کس طرح سات ہزار نہیں تھی۔ ادھر حاجی اورنگزیب خاں اصولی طور پر ایک پائی بھی چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھے۔ ایک مدت سے اس رقم کے بارے میں خط و کتابت ہو رہی تھی۔ ایک دن صاحب کے دل میں نہ جانے کیا آئی کہ قانونی نوٹس کی رجسٹری کرای اور پشاور جنرل پوسٹ آفس سے سیدھے گھر آے۔ سامان باندھ اور نوٹس سے پہلے خود کراچی پہنچ گے۔

(ب) خان صاحب کی خوش خوارگی کا حال اپنے الفاظ میں لکھیں؟

جواب: ہر کھانے پر بکری یا دنبے کی مسلم ران سامنے رکھ دیتے۔ ناشتے اور چایے پر البتہ مرغی کی ٹانگ پر اکتفا کرتے۔ ان کے دسترخان پر ران اور ٹانگ کے سوا کسی حصے کا گوشت نہیں دیکھا۔ نہ کبھی مچھلی دیکھی۔

(ج) بشارت نے خان صاحب کی بھیجی ہوی لکڑی میں کیا نقائص گنوائے؟

www.ilmkidunya.com

جواب: خان صاحب کو بی ایک سال قبل اعلی درجے کی لکڑی پنجاب کے ایک اڑھتی کی معرفت بشارت کو سپلائی کی تھی۔ یہ داغدار نکلی جب یہ سال بھر تک نہیں بکی تو بشارت نے گاٹھے سے سات ہزار میں فروخت کروی۔ بشارت کا موقف تھا کہ اس لکڑی نے سات ہزار گھاٹے سے بیچی ہے۔

(د) بشارت اور خان صاحب کے درمیان تنازعہ کیسے طے ہوا؟

جواب: بشارت اور خان صاحب کے درمیان رقم وصولی کا تنازعہ ایک پرانی گاڑی کے ذریعے حل ہوا جو بشارت کی ملکیت تھی اور عرصہ دراز سے گیراج میں خراب کھڑی تھی۔ بشارت اس کی قیمت نوے ہزار بتاتا تھا جبکہ خان صاحب اپنی رقم کے بدلے گاڑی لینے پر راضی ہوگیے۔ بہت بحث کے بعد دونوں اس بات پر راضی ہے کہ خان صاحب لکڑی کی قیمت کی جگہ بشارت کی گاڑی قبول کرلیں۔ دونوں اسے اپنی اپنی فتح سمجھتے تھے۔ اس طرح یہ تنازعہ بخیر وخوشی طے پاگیا۔

(ہ) خان صاحب نے اپنے خط میں کیا لکھا تھا؟

www.ilmkidunya.com

جواب: خان صاحب کراچی میں بزارت کے مہمان تھے۔ وہاں سے رخصت ہو کر پشاور آنے کے چھ سات ہفتے بعد بشارت کو خط لکھا کہ میں کراچی آمد سے پہلے دل کا مریض بن چکا تھا۔ آپ سے میں نے ذکر نہ کیا یہ لاعلاج مرض ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ہنس بول کر اپنا دل پستوری کرایا کرو۔ میری بیوی میری بیماری پر گرج چمک کے ساتھ اشک باری کرتی رہتی ہے۔ اس بیماری کا خانہ خراب ہو اس نے میری عمر کا پیمانہ لبریز کر دیا ہے۔ آپ سب میرے لیے دعا کیا کریں۔

(د) خان صاحب نے وٹہ سٹہ کا کیا مفہوم بتایا؟

جواب: جس میں ہر فریق یہی سمجھتا ہے کہ وہ گھاٹے میں رہا۔

سوال نمبر ۲۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) بشارت خان صاحب کے خلوص و مدارات کے <u>گرویدہ</u> تھے۔

(ب) خان صاحب <u>وجیہہ</u> اور بھاری بھر کم آدمی تھے۔

(ج) کلوروفارم سُونگنے کو مردوں کی <u>شان</u> کے خلاف سمجھتے تھے۔

www.ilmkidunya.com

(د) اس جنگ میں فتح کسی کی بھی ہو شہید صرف سچائی ہوتی تھی۔

(ہ) وٹہ سٹہ میں ہر فریق یہی سمجھتا ہے کہ وہ گھاٹے میں رہا۔

(و) خان صاحب نے منیزہ کو اس کی سالگرہ پر پانچ سو روپے کا تحفہ دیا۔

سوال نمبر۳۔ درج ذیل جملوں کی وضاحت کریں۔

(الف) اُن کے دستر خوان پر کبھی سبزی یا مچھلی نہیں دیکھی، جس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ بینگن اور مچھلی کی ٹانگیں نہیں ہوتیں۔

جواب: حاجی اورنگزیب خان بہت بڑے تن توش کے انسان تھے۔ خود بھی بڑے مہمان نواز تھے۔ اور اپنے میزبانوں سے بھی ایسی مہمان نوازی مانگتے تھے۔ مصنف جب اورنگزیب خان کی خوش خوراکی کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خان صاحب کے دستر خوان پر ہر کھانے میں بکری اور دُنبے کی سالم ران موجود ہوتی تھی۔ وہ خود بھی اسے پسند کرتے تھے اور مہمانوں کو بھی یہی کھلاتے۔ جب بشارت اُن کے ہاں ٹھہرا تھا تو تب بھی وہ اسے پوری رانیں اور ناشتے میں مرغی کی ٹانگیں کھلاتے۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف نے مزاح پیدا کرنے کے لیے لکھا ہے کہ لگتا ہے خان

صاحب کو کھانے میں بکروں، دُنبوں اور مرغوں کی ٹانگیں ہی پسند تھیں اس لیے تو سبزی اور مچھلی اُن کے دسترخوان کی زینت نہیں بنتے تھے۔ کیونکہ ان چیزوں کی ٹانگیں نہیں ہوتیں۔

(ب) اس بیماری کا خانہ خراب ہو۔ عمر کا پیمانہ لبریز ہونے سے پہلے ہی چھلکا جا رہا ہے۔

جواب: یہ جملہ خان صاحب کے اس خط سے متعلق ہے جو اُنھوں نے کراچی میں رہنے والے دوست بشارت کے نام لکھا تھا۔ حاجی اورنگزیب خان صاحب کراچی سے واپس آتے تو چھ سات ہفتے کے بعد وہ بشارت کو ایک خط بھجواتے ہیں جس میں وہ اپنے جگر کی بیماری کے متعلق بات کرتے ہیں اور اپنی اس بیماری کو کوستے ہیں کہ اس کی وجہ سے وہ وقت سے پہلے ہی موت کے دہانے پر پہنچ گیے ہیں۔ خان صاحب کی صحت بقول مصنف کافی اچھی تھی اور اپنے بھاری بھرکم جسم سے وہ جوان بھی لگتے تھے۔ لیکن اُن کی بیماری اتنی خطرناک تھیں کہ اُنھیں وقت سے پہلے ہی بوڑھا کر گئی۔

(ج) ہنگامِ قتال اگر وہ اس پر صرف گر پڑتے تو وہ پانی بھی نہ مانگتا۔ ہاتھ پاؤں مارے بغیر وہیں دم گھٹ کے ڈھیر ہو جاتا۔

جواب: خان صاحب خاصے صحت مند تھے۔ اور اتنے بھاری بھر کم ہے۔ اور وزن اتنا کم تھا کہ جھگڑے کے دوران اگروہ صرف اپنے دشمن پر گرتے تو وہ پانی نہ مانگتا۔ اور اس کے بھاری جسم کے نیچے ہاتھ پاؤں مارے بغیروہیں دم گھٹا کے مرجاتا۔ مصنف جب خان صاحب کی خوش خوارکی اور اُن کی جسمانی بناوٹ سے متعلق بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ چہل قدم بھی ایسے کرتے کہ ہر چالیس قدم کے بعد سستانے اور کچھ کھانے لیے بیٹھ جاتے اس لیے اُن میں اتنی پھرتی نہیں تھی کہ دشمن پر جھپٹ پڑے مگرہاں دوران لڑائی دشمن پر کہیں غلطی سے گر بھی گے تو اُن کا وزن اتنا زیادہ ہے کچھ کہے بغیر یا ہاتھ پیر ہلائے بغیر اُدھر ہی دم گھٹنے کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا

www.ilmkidunya.com

سوال نمبر ۴۔ خان صاحب کے کردار پر ایک تفصل نوٹ لکھیں۔

جواب: خان اورنگزیب خان لکڑی کے سوداگر تھے۔ پاکستان کے مختلف حصوں کو عمارتی لکڑی کرتے تھے۔ وہ ایک بااُصول انسان تھے۔ بیوپار میں بہت کھرے اور ایماندار ی تھے۔ جھوٹ کبھی نہیں بولتے تھے۔ اُس کی ہر بات صاف اور واضح ہوتی تھی۔ عہد اور وعدے کا پابند تھے۔ خان صاحب ایک خوش خوراک کردار کے طور پر اس مضمون میں زیادہ نمایاں ہیں۔ مصنف نے اُن کی پُر خوری کو کھل کر بیان کیا ہے کہ کڑاھی گوشت کی پوری کڑاھی اُس نے اکیلے کے لیے کافی ہے۔ پھل بیج سمیت کھا جاتے ہیں۔ ہر کھانے میں بکری یا دنبے کی سالم ران ضرور طلب کرتے۔ رات کے کھانے کے بعد سوجی کا حلوہ کھانا کبھی نہیں بھولتے۔ حساب کتاب کے اتنے کھرے ہیں کہ کسی کے

ذمے واجب الادا رقم کی ایک پائی چھوڑنا بھی اپنی پختو کے منافی سمجھتے ہیں۔ یہی طویل وقیام کے دوران نہ صرف اُن سے خاطر مدارات کرواتے ہیں بلکہ بار بار دھمکی بھی دیتے ہیں کہ ایک پائی بھی نہیں چھوڑے گا۔ تمام رقم لے کر جائے گا۔ خان صاحب ایک صاف گو اور بے باک شخص تھے جو کچھ منہ میں آتا بے دھڑک کہ دیتے تھے چاہے مخاطب ناراض ہی کیوں نہ ہو جائے۔ انھی کی صاف گوئی پر بشارت نے آداب عرض کے بجائے السلام علیکم کہنا شروع کیا تھا۔ خان صاحب قبائلی تنازعوں اور کوہاٹ کی زمینوں کے فیصلے بطریق احسن کر لیتے تھے۔ خان صاحب یوں تو بشارت سے رقم کی لین دین پر ہر وقت لڑتے جھگڑتے رہتے مگر ان سے محبت بھی اتنی تھی کہ اس کے لیے کچھ رقم کر سکتے تھے. خان صاحب کے آخری خط سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی جگر کی بیماری کی وجہ سے ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق خوش رہنے کے لیے بشارت کے پاس کراچی گے تھے۔ رقم کی وصولی تو صرف ایک بہانہ تھا۔ اس لیے اپنی بشارت سے معافی بھی مانگتے ہیں۔ وہ اپنی بیماری کا مقابلہ ہمت سے کر رہے تھے۔ غرض خان صاحب کا کردار ایک غیرت مند، سچے، با اصول اور با ہمت شخص کا کردار ہے۔

سوال نمبر ۵۔ اس مضمون کے حوالے سے مشتاق احمد یوسفی کے طرز تحریر پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: مشتاق احمد یوسفی کا طرز تحریر سادہ اور رواں ہے زبان عام فہم ہے پڑھتے وقت کی دشواری محسوس نہیں کرتا۔ انگریزی کا کوئی اردو کا مشکل لفظ یا کوئی اردو کا مشکل لفظ استعمال کرتے تو اپنے مضمون ہی میں اس کی وضاحت

www.ilmkidunya.com

کرتے ہیں۔ مشتاق احمد یوسفی اردو ادب کے فطری نگار ہیں۔ اس مضمون میں انھوں نے حاجی ارنگزیب کے کردار اور اس کے ساتھ پیش آنے والے حالات اور واقعات سے مزاح پیدا کیا ہے۔ حاجی صاحب کے مزاحیہ مکالمے اور اقوال زریں قاری شروع سے آخر تک مضمون پڑھنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

کردار کشی اور پھر کردار کی مکمل خاکہ نگاری مشتاق احمد یوسفی کے فن کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ خان صاحب کا سراپا پیش کرتے ہوئے قاری کے سامنے حاجی ارنگزیب خان مجسم کھڑے ہو جاتے ہیں ان کی جیتی جاگتی تصویر کو قاری شروع سے آخر تک اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔

مزاح کے ساتھ ساتھ لطیف طنز بھی اس مضمون کا خلاصہ ہے۔ اس مضمون کا خلاصہ ہے۔ اس مضمون کے طنزیہ پیرائے کی خوبصورت مثال ہے۔

اسکا طنزیہ تیز مگر لطیف ہے۔ وہ قاری کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کے اردگرد کے ماحول کی ہمواریوں کو مزاح کے پیراہن میں سامنے لاتے ہیں اور طنز کی صورت میں کی فکر پر ابھارتے ہیں۔

سوال نمبر ۶۔ تابع جملوں کی قسم وصفی پر مشتمل پانچ جملے لکھیں۔

جواب: ۱۔ تم میں اتنی طاقت ہے جو یہ بوجھ اٹھا سکو۔

www.ilmkidunya.com

۲۔ وہ خاموش لیٹا ہے، اس لیے کہ بیمار ہے۔

۳۔ میں اتنا بے وقوف بھی نہیں جو شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالوں۔

۴۔ جو ڈر گیا وہ مر گیا

۵۔ خدا خیر کرے مین پاس ہو جاوں

سوال نمبر ۷۔ درج ذیل الفاظ پر دیئے گئے معنی کے مطابق اعراب لگائیں۔

الفاظ کے اعراب بمطابق معنی	الفاظ کے اعراب بمطابق معنی
بکری (مویشی)	بِکری (فروخت)
جلانا (آگ میں ڈالنا)	جلانا (تازگی دینا، زندہ کرنا)
جو (نہر)	جو (غلہ)
وتر (نماز)	وتر (مثلث کا حصہ)

www.ilmkidunya.com

سوال نمبر ۸۔ درج ذیل محاورت اپنے جملوں میں استعمال کریں

زمین میں گڑ جانا۔ آسمان ٹوٹ پڑنا۔ چراغ سحر ہونا۔ طوطا چشمی کرنا۔

اینٹ سے اینٹ بجانا۔ نشہ ہرن ہو جانا۔ ناکوں چنے چبوانا۔ پہاڑ ٹوٹ پڑنا۔ تین حرف بھیجنا۔

الفاظ	جملے
زمین میں گڑ جانا	جب باپ نے بیٹے کے فیل ہونے کی خبر سنی تو شرم کے مارے زمین میں گڑ گیا۔
آسمان ٹوٹ پڑنا	والدہ کے وفات پا جانے پر اسلم پر آسمان ٹوٹ پڑا۔
ہوائی قلعے بنانا	بعض لوگ بے کار بیٹھے رہتے ہیں اور ہوائی قلعے بناتے رہتے ہیں۔
چراغ سحر ہونا	میرا کیا ! میں تو چراغ سحر ہوں آج یا کل بجھ جاوں گا۔
طوطا چشمی کرنا	مطلب پرست لوگ مطلب نکالنے کے بعد طوطا چشمی سع کام لیتے ہیں
اینٹ سے اینٹ بجانا	احمد شاہ ابدالی نے دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔
نشہ ہرن ہو جانا	علی کلاس میں ایک لڑکے کو مار رہا تھا استاد کو دیکھتے ہی اسکا نشہ ہرن ہوگیا۔

www.ilmkidunya.com

ناکوں چنے چبوانا	سخت گیر افسران ماتحتوں کو ناکوں چنے چبواتے ہیں۔
پہاڑ ٹوٹ پڑنا	بیٹے کی موت سن کر ماں پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔
تین حرف بھیجنا	میں بے ایمان اور خود غرض لوگوں پر تین حرف بھیجنا ہوں ۔

www.ilmkidunya.com